نحنُ انصاراللہ

جنوری 2026ء، رجب، شعبان 1447ھ، صلح 1405ہش

www.nahnuansarullah.ca

نگران
شاہد منصور صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا

مدیرِ اعلیٰ
سہیل احمد ثاقب نائب صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا

مینیجر
محمد موسیٰ قائد اشاعت مجلس انصار اللہ کینیڈا

مدیران
غلام مصباح بلوچ قائد تربیت و نائب صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا، کاشف بن ارشد نائب قائد اشاعت مجلس انصار اللہ کینیڈا ، مسعود احمد نائب قائد اشاعت مجلس انصار اللہ کینیڈا

معاونین
امتیاز احمد سراء، معتز القرق

خصوصی دعاؤں کی تحریک

امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ایک رؤیا کی روشنی میں احباب جماعت کو خصوصی دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا: اگر احباب جماعت مندرجہ ذیل دعاؤں کا ورد کریں گے تو ایک محفوظ قلعے میں محفوظ ہو جائیں گے جہاں شیطان کبھی داخل نہیں ہو سکتا۔ اس قلعے کی دیواریں لوہے کی ہیں اور آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ پس کوئی سوراخ ایسا نہیں رہے گا جہاں سے شیطان حملہ کر سکے۔

نمبر 1: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

ہر بڑا فرد جماعت 200 دفعہ روزانہ پڑھے

15 سے 25 سال کے ممبران جماعت (کم از کم) 100 دفعہ روزانہ پڑھیں

بچے (کم از کم) 33 دفعہ روزانہ پڑھیں

چھوٹی عمر کے بچے تین، چار دفعہ روزانہ (والدین پڑھائیں)

نمبر 2: استغفار (اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ)

100 دفعہ روزانہ

حضور انور نے فرمایا: اسی طرح میں یہ بھی شامل کرتا ہوں

نمبر 3: رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ

100 دفعہ روزانہ

حضور انور ایدہ اللہ نے مزید فرمایا: ان دنوں میں جبکہ شیطان ہر حیلے سے بحیثیت جماعت بھی اور مجموعی طور پر ہمارے پر حملے کرنے کی کوشش کر رہا ہے، عمومی طور پر دنیا میں بھی اس سے بچنے کے لیے ایک ہی ذریعہ ہے کہ خاص طور پر دعاؤں پر زور دیں اور صرف جلسے کے دنوں میں نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے یہ درود شریف اور ذکر الٰہی، یہ ورد اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں اور اس پر ہر ایک کو، بچے کو، بڑے کو، عورت کو، مرد کو، سب کو توجہ دینی چاہیے۔

(خطبہ جمعہ 23 اگست 2024)

ISSN 2560-886X (Print) ISSN 2560-8878 (Online) بین الاقوامی اشاعت حوالہ نمبر
editor@ansar.ca / ishaat@ansar.ca / Tel: 905-417-1800 : رابطہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

01 قال اللہ عزّ وجل

02 قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

03 کلام المہدی علیہ السلام

04 کلام الامام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

05 فارسی منظوم کلام
حضرت مسیح موعود علیہ السلام

06 اپنے آپ کو ہر بات میں ہدایات اور قوانین کا پابند بنائیں
(از افاضات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ
مرسلہ قیادت تربیت مجلس انصار اللہ کینیڈا)

07 مبلغین احمدیت
حضرت حاجی عبدالکریم احمدی صاحبؓ۔ آنریری مبلغ مصر

12 ملک سیف الرحمن مرحوم
پرنسپل جامعہ احمدیہ ومفتی سلسلہ کے ساتھ وابستہ کچھ بیتی یادیں
(حافظ ملک منور احمد احسان صاحب۔ ڈرہم ایسٹ)
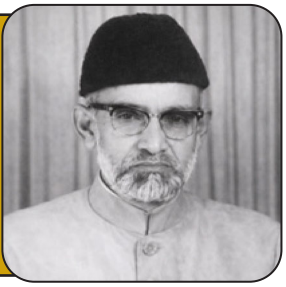

14 زاوية العرب

18 وثيقة وشروط المبايعة والانضمام

© www.pexels.com

قال اللہ عزّ وجل

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ كَمَا
بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝۳۰ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۳۱ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا
تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝۳۲ (سورۃ الاعراف آیات 03 تا 23)

ترجمہ از تفسیرِ صغیر: تو کہہ دے میرے رب نے مجھے انصاف کا حکم دیا ہے اور یہ کہ ہر مسجد کے پاس اپنی توجہ درست کرلیا کرو اور اللہ کی عبادت کو خالص اسی کا حق قرار دیتے ہوئے اسی کو پکارو' جس طرح اس نے تم کو شروع کیا تھا۔ پھر ایک دن تم اسی حالت کی طرف لوٹو گے۔ ایک فریق کو اس نے ہدایت دی لیکن ایک اور فریق ہے جس پر گمراہی واجب ہوگئی ہے (یعنی وہ گمراہی کا مستحق ٹھہرا ہے) انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنالیا ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پا گئے ہیں۔ اے آدم کے بیٹو! ہر مسجد کے قریب زینت (کے سامان) اختیار کرلیا کرو اور کھاؤ اور پیئو اور اسراف نہ کرو' کیونکہ وہ (اللہ) اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

تفسیر: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(ایک شخص نے سوال کیا کہ نماز میں کھڑے ہو کر اللہ جلشانہ کا کس طرح کا نقشہ پیش نظر ہونا چاہیے؟ فرمایا:)

”موٹی بات ہے قرآن شریف میں لکھا ہے: اُدْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ، اخلاص سے خدا تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیئے اور اس کے احسانوں کا بہت مطالعہ کرنا چاہیئے۔ چاہیئے کہ اخلاص ہو، احسان ہو اور اس کی طرف ایسا رجوع ہو کہ بس وہی ایک رب اور حقیقی کارساز ہے۔ عبادت کے اصول کا خلاصہ اصل میں یہی ہے کہ اپنے آپ کو اس طرح سے کھڑا کرے کہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے اور یا یہ کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے۔ ہر قسم کی ملونی اور ہر طرح کے شرک سے پاک ہو جاوے اور اسی کی عظمت اور اسی کی ربوبیت کا خیال رکھے، ادعیہ ماثورہ اور دوسری دعائیں خدا سے بہت مانگے اور بہت توبہ و استغفار کرے اور بار بار اپنی کمزوری کا اظہار کرے تا کہ تزکیہ نفس ہو جاوے اور خدا سے سچا تعلق ہو جاوے اور اس کی محبت میں محو ہو جاوے۔“

(الحکم جلد 11 نمبر 38 مورخہ 24 اکتوبر 1907ء صفحہ 11 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 4 صفحہ 201)

© www.pexels.com

قال الرسول ﷺ

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلاَةِ بَعْدَ الصَّلاَةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ۔ (صحيح مسلم كتاب الطهارة باب فَضْلِ اِسْبَاغِ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس کے ذریعہ اللہ گناہ مٹاتا اور درجات بلند کرتا ہے؟ لوگوں نے عرض کی کیوں نہیں یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا تمام قسم کی ناپسندیدگیوں کے باوجود پورا وضوء کرنا اور مساجد کی طرف زیادہ قدم اٹھانا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔ پس یہی رباط ہے۔*

* رباط سے مراد مومنوں کا ایک دوسرے سے، امام سے اور اللہ تعالیٰ سے گہرا رابطہ ہے جیسا کہ فرمایا رَابِطُوْا (آل عمران:201)

(صحیح مسلم جلد دوم صفحہ 27-26 مطبوعہ نور فاؤنڈیشن)

تشریح: ہمارے پیارے امام حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"پھر ایک موقع پر باجماعت نماز کی اہمیت کو آپ ﷺ نے اس طرح بیان فرمایا کہ کیا مَیں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے جو ہر وقت اس بات کے لئے بے چین تھے کہ ہمیں کب کوئی موقع ملے اور ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں، اس کو راضی کرنے کے طریقے سیکھیں، اس کا قرب حاصل کریں، اپنے گناہوں سے دوریاں پیدا کریں، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ضرور بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ دل نہ چاہنے کے باوجود خوب اچھی طرح وضو کرنا اور مسجد میں دُور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ گناہوں سے دُوریاں پیدا کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اتنا ہی نہیں یہ ایک قسم کا رباط ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب فضل اسباغ الوضوء علی المکارہ حدیث 475)۔ یعنی سرحد پر چھاؤنیاں قائم کرنے کے برابر ہے۔ جس طرح ملک اپنی حفاظت کے لئے سرحدوں پر چھاؤنیاں بناتے ہیں، فوجیں رکھتے ہیں یہ اسی طرح ہے۔

سرحدوں پر چھاؤنیاں کیوں قائم کی جاتی ہیں؟ جیسا کہ مَیں نے کہا اپنے ملک کی حفاظت کے لئے۔ اس لئے تا کہ دشمن کے حملے سے محفوظ رہا جائے اور حملے کی صورت میں فوراً مقابلے کے لئے تیار ہوا جا سکے۔

پس ایک مومن کو سب سے بڑا خطرہ جس سے بچنے کے لئے اس کو ضرورت ہے، جس کے بچنے کے لئے چھاؤنی قائم کرنے کی ضرورت ہے وہ خطرہ شیطان کا ہے۔ دنیاوی خواہشات کا خطرہ ہے جو شیطان دل میں پیدا کرتا ہے۔ ان کے ذریعہ سے شیطان حملہ کرتا ہے۔ پس ان سے بچنے کے لئے نماز باجماعت کی چھاؤنی ہے۔ یہی محافظوں کا دستہ ہے جو شیطان کے حملوں سے بچائے گا۔ گناہوں سے انسان بچے گا اور نیکیوں کی طرف توجہ پیدا ہو گی۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 20 جنوری 2017ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 10 فروری تا 16 فروری 2017ء صفحہ 6)

© www.pexels.com

کلام المہدی علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

سنت الٰہیہ اسی طرح پر واقع ہے کہ خدا اُن کی سنتا ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ خدا اُن کی دعا کو ردّ نہیں کرتا اور کبھی اُن کی عبودیت ثابت کرنے کے لئے دعا سُنی نہیں جاتی تا جاہلوں کی نظر میں خدا کے شریک نہ ٹھہر جائیں...

یہ بالکل سچ ہے کہ مقبولین کی اکثر دعائیں منظور ہوتی ہیں بلکہ بڑا معجزہ اُن کا استجابتِ دعا ہی ہے۔ جب اُن کے دلوں میں کسی مصیبت کے وقت شدّت بیقراری ہوتی ہے اور اس شدید بیقراری کی حالت میں وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں تو خدا اُن کی سنتا ہے...

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ خیال کہ مقبولین کی ہر ایک دعا قبول ہو جاتی ہے یہ سراسر غلط ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ مقبولین کے ساتھ خدا تعالیٰ کا دوستانہ معاملہ ہے، کبھی وہ اُن کی دعائیں قبول کر لیتا ہے اور کبھی وہ اپنی مشیت اُن سے منوانا چاہتا ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ دوستی میں ایسا ہی ہوتا ہے بعض وقت ایک دوست اپنے دوست کی بات کو مانتا ہے اور اُس کی مرضی کے موافق کام کرتا ہے اور پھر دوسرا وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اپنی بات اُس سے منوانا چاہتا ہے۔ اِسی کی طرف اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے جیسا کہ ایک جگہ قرآن شریف میں مومنوں کی استجابتِ دعا کا وعدہ کرتا ہے اور فرماتا ہے اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المؤمن:61) یعنی تم مجھ سے دُعا کرو مَیں تمہاری دُعا قبول کروں گا۔ اور دوسری جگہ اپنی نازل کردہ قضاو قدر پر خوش اور راضی رہنے کی تعلیم کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝١٥٦ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝١٥٧ (البقرۃ:157-156) پس اِن دونوں آیتوں کو ایک جگہ پڑھنے سے صاف معلوم ہوجائے گا کہ دعاؤں کے بارے میں کیا سُنّت اللہ ہے اور ربّ اور عَبد کا کیا باہمی تعلّق ہے۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 21-20)

کلام الامام بنصرہ العزیز

عرفانِ الٰہی کا حصول

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصاراللہ ڈنمارک کی نیشنل مجلس عاملہ، ریجنل ناظمین اور زعماء مجالس کے ساتھ ایک ملاقات کے دوران فرمایا:

”ہر چیز اللہ تعالیٰ بتادے تو آپ وہیں رک جائیں گے۔ وہیں آپ بریک لگادیں گے کہ ہمیں عرفانِ الٰہی حاصل ہوگیا، ہم بزرگ بن گئے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک بندہ ان کے پاس آیا۔ وہ اپنے آپ کو بڑا پیر سمجھتا تھا کہ مَیں عرفانِ الٰہی کے بڑے اعلیٰ معیار تک پہنچا ہوا ہوں، نمازیں وغیرہ بھی اس نے پڑھنی چھوڑ دیں، اس لیے کہ مَیں اللہ کے قریب پہنچ گیا ہوں، مجھے اب کسی چیز کی کیا ضرورت ہے؟ توحضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے اسے سمجھایا کہ نہیں! اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دعا کرتے رہو۔عرفان حاصل کرنے کے لیے اس کا علم، اس کی طاقتیں اور اس کی معرفت لامحدود ہیں۔ جب وہ لامحدود ہیں تو تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ مَیں نے یہاں پہنچ کے وہ سب کچھ حاصل کرلیا ہے۔

اس شخص نے مثال دی کہ اگر ایک شخص کشتی پر بیٹھا جارہا ہو اور وہاں آگے خشک زمین آ جائے یا جزیرہ آجائے یا ایک جگہ آجائے جہاں اسے اُترنا ہے، تو وہاں اس جزیرے پر وہ نہ اُترے، تو اسے آپ بے وقوف نہیں کہیں گے؟ جہاں پہنچنا تھا اسے، وہ وہاں پہنچ گیا؟ توحضرت مصلح موعودؓ نے اسے کہا کہ تم جسے خشک زمین سمجھے ہو، اگر وہ تمہاری نظر کا دھوکا ہو اَور تم وہاں کشتی سے اُترو اور تمہارا اگلا پاؤں پڑے اور ایک دَم گہرا پانی آ جائے تو وہیں تم ڈوب جاؤ گے۔ عقلمندی تو یہ ہے کہ تم چلتے رہو، جب تک تم دیکھتے نہ ہو کہ بالکل وسیع پیمانے پر خشکی آگئی۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عرفان تو لامحدود ہے، تم ایک جگہ اُتر کر کہہ دو کہ مَیں نے حاصل کرلیا، تو وہ نہیں ہوسکتا۔ اس کو حاصل کرنے کے لیے مسلسل کوشش کرتے رہو۔ دعا کرتے رہو۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے ایک تعلق پیدا کرو اور اللہ تعالیٰ سے جب تعلق پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ دل کو تسلی بھی دے دیتا ہے۔خود انسان کو تسلی ہو جاتی ہے۔ انسان کی دعاؤں کا جواب مل جاتا ہے اور اس سے اثر پیدا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بعض باتیں انسان کی سمجھ میں نہیں آتیں، اس کے سمجھانے کے طریقے اللہ تعالیٰ بتادیتا ہے، قرآن کریم کی آیات سے عرفان حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ آپ کو عرفان کا الہام ہو گا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی کتاب پڑھ رہے ہیں، وہاں سے آپ کو ایک نکتہ مل جائے گا کہ ہاں! اس کا یہ جواب مل گیا۔ خلفاء کی کُتب پڑھ رہے ہیں، خطبات سن رہے ہیں، وہاں سے آپ کو جواب مل جائے گا۔ کسی بزرگ کی بات سن رہے ہیں، پرانے علماء، صحابہؓ کی باتیں سن رہے ہیں، وہاں سے آپ کو جواب مل جاتے ہیں۔ احادیث سے آپ کو جواب مل جاتے ہیں۔ تو ان چیزوں سے آپ کو پتا لگے گا کہ ہاں! یہ عرفان مجھے حاصل ہو رہا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی تائید ہے، جو میرے لیے، ان ان باتوں کے سمجھنے کے ذریعے نکال رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ذرائع پیدا کرتا ہے، یہ تو نہیں کہ الہام کر کے ہر ایک کو ولی اللہ بنادے، آپ کو نبیوں کی طرح ہر بات کا الہام ہونا شروع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر ایک کے لیے اس کے معیار کے مطابق مختلف ذرائع ہوتے ہیں۔ تو اس لیے عرفانِ الٰہی کو حاصل کرنے کے لیے مسلسل عبادت اور علم حاصل کرتے چلے جانا اور اس کے حل نکالتے چلے جانا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا فضل مانگتے چلے جانا، یہ اصل چیز ہے۔ یہ کہنا کہ مجھے عرفانِ الٰہی حاصل ہوگیا اور بس مَیں بڑا بزرگ ہوگیا، یہ بات ہوگی تو سمجھو وہ ختم ہوگیا، وہ پانی میں اس پیر کی طرح ڈوب گیا۔

(امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل مجلس عاملہ، زعمائے مجالس اور ریجنل ناظمین مجلس انصار اللہ بیلجیم کی ملاقات مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 31/اکتوبر 2024)

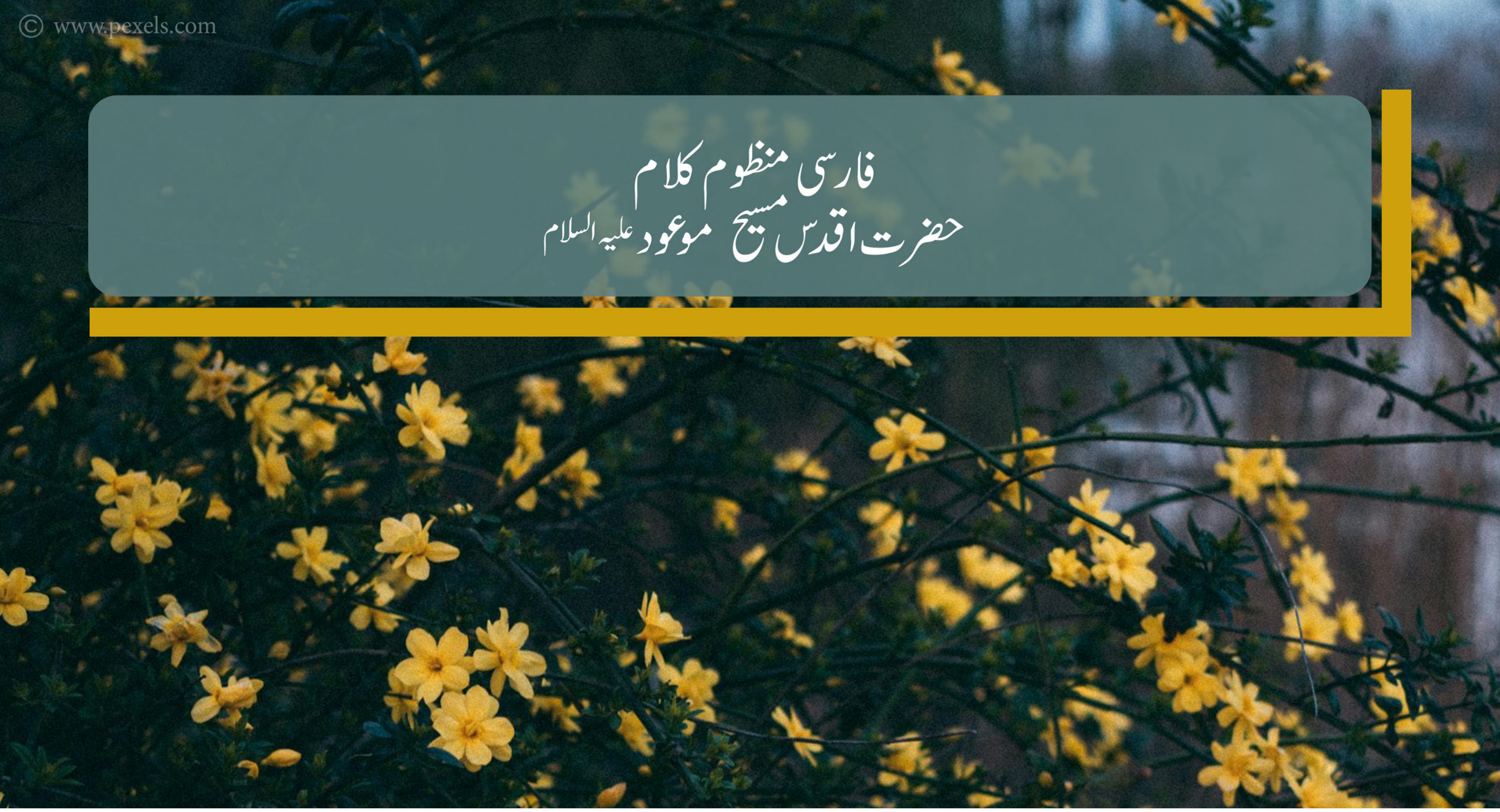
© www.pexels.com

فارسی منظوم کلام
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

اے خدا اے چارہ آزار ما
اے علاج گریہ ہائے زار ما

اے خدا! اے ہمارے دکھوں کی دوا!
اور اے ہماری گریہ وزاری کا علاج

اے تو مرہم بخش جان ریش ما
اے تو دلدار دل غم کیش ما

تو ہماری زخمی جان پر مرہم رکھنے والا ہے اور
تو ہمارے غمزدہ دل کی دلداری کرنے والا ہے

ازکرم برداشتی ہر بار ما
واز تو ہر بار و بر اشجار ما

تونے اپنی مہربانی سے ہمارے سب بوجھ اٹھالئے ہیں اور
ہمارے درختوں پر میوہ اور پھل تیرے فضل سے ہے

حافظ و ستاری از جود و
بیکساں را یاری از لطف اتم

تو ہی مہربانی اورعنایت سے ہمارا محافظ اور پردہ پوش
ہے اور کمال مہربانی سے بے کسوں کا ہمدرد ہے

بندہ درماندہ باشد دل طپاں
ناگہاں درمان برآری ازمیاں

جب بندہ مغموم اور درماندہ ہو جاتا ہے تو
تو وہیں سے اس کا علاج پیدا کر دیتا ہے

عاجزی را ظلمتے گیرد براہ
ناگہاں آری بر و صد مہر وماہ

جب کسی عاجز کو رستے میں اندھیرا گھیر لیتا ہے تو تو یکدم
اس کے لئے سینکڑوں سورج اور چاند پیدا کر دیتا ہے

حسن و خلق دلبری بر تو تمام
صحبتی بعد از لقائے تو حرام

حسن و اخلاق اور دلبری تجھ پرختم ہیں تیری
ملاقات کے بعد پھر کسی سے تعلق رکھنا حرام ہے

آں خردمندی کہ او دیوانہ ات
شمع بزم است آنکہ او پروانہ ات

وہ عقلمند ہے جو تیرا دیوانہ ہے اور وہ
شمع بزم ہے جو تیرا پروانہ ہے

ہر کہ عشقت در دل و جانش فتد
ناگہاں جانے در ایمانش فتد

ہر وہ شخص جس کے جان و دل میں تیرا عشق داخل
ہو جائے تو اس کے ایمان میں فوراً جان پڑ جاتی ہے

عشق تو گردد عیاں بر روئے او
بوئے تو آید زبام و کوئے او

تیرا عشق اس کے چہرہ پر ظاہر ہو جاتا ہے اور
اس کے درودیوار سے تیری خوشبو آتی ہے

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد اول صفحہ 626)

اپنے آپ کو ہر بات میں ہدایات اور قوانین کا پابند بنائیں

(از افاضات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ
مرسلہ قیادت تربیت مجلس انصار اللہ کینیڈا)

"قوموں کی حالت بھی ایک وقت نطفہ کی ہوتی ہے۔ قومیں بھی ماں کے پیٹ میں بچہ کی طرح ہوتی ہیں، قومیں بھی بالغ ہوتی ہیں، ادھیڑ عمر کو پہنچتی ہیں، بوڑھی ہو جاتی ہیں اور اس حالت کو بھی پہنچ جاتی ہیں کہ جس طرح کہتے ہیں فلاں انسان مر گیا۔ اسی طرح قومیں بھی مر جاتی ہیں اور جس طرح انسانوں سے مختلف حالات میں مختلف سلوک ہوتا ہے اسی طرح قوموں کے لیے بھی ایسا ہی ہونا ضروری ہے ورنہ اگر نگران اس بات کا خیال نہ رکھیں تو قومیں بھی ترقی نہیں کرتیں بلکہ مر جاتی ہیں۔....

جب تک کسی قوم کی روایات قائم نہ ہوں اُس وقت تک اُسے ہدایات کی سخت پابندی کرنی چاہیے۔ جو بچہ اپنے نگران کی ہدایات پر عمل کرنے کی بجائے جوان آدمی کی نقل کرنے لگے گا، وہ ہلاک ہوگا۔ اسی طرح وہ قوم جس کے لیے اس کی روایات نہیں اور مثالیں موجود نہیں وہ اگر کسی جوان قوم کی نقل کرے گی تو تباہ ہوگی مگر افسوس کہ بہت لوگ اس بات کو سمجھتے نہیں اور جانتے نہیں کہ کوئی قوم قوم نہیں بن سکتی جب تک سخت مجاہدات کر کے جوانی کی عمر تک اسے نہ پہنچائیں۔ جب قوم جوانی کی حالت کو پہنچ جائے گی، قانون بن جائیں گے، روایات قائم ہو جائیں گی تو پھر اس قدر پابندیوں اور اس قدر نگرانی کی ضرورت نہ رہے گی۔ دیکھو اگر دو جوان آدمیوں کو کسی جگہ بٹھا دیں تو وہ آپس میں نہیں لڑیں گے لیکن اگر دو بچے بیٹھے ہوں گے تو جھٹ لڑنا شروع کر دیں گے، وجہ یہ کہ ان کی تربیت نہیں ہوئی ہوتی اور وہ نگرانی کے محتاج ہوتے ہیں اور جب تربیت میں سے انسان گذر جاتا ہے تو پھر اسے خیال ہی نہیں ہوتا کہ کسی بات کی پابندی کر رہا ہوں کیونکہ وہ عادی ہو جاتا ہے.....

ہماری جماعت اگر ترقی کرنا چاہتی ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ سخت مجاہدات کر کے اپنے آپ کو جوانی کے مقام پر پہنچائے مگر میں دیکھتا ہوں کہ لوگ چھوٹی چھوٹی پابندیوں پر عمل کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ حرّیت کا لفظ انہوں نے سنا ہوا ہے وہ سمجھتے ہیں اگر اب ہم نے اسے استعمال نہ کیا تو اور کس وقت کریں گے......

اس وقت ہماری جماعت جس حالت میں سے گذر رہی ہے اس میں اسے پابندیوں کی سخت ضرورت ہے پس میں اپنی جماعت کو یہی نصیحت کروں گا کہ اگر تم ترقی اور کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو تو تربیت کے ماتحت رہ کر ہی حاصل کر سکتے۔ جب تک پابندیوں کے لیے تیار نہ ہو گے اور جب تک احکام کے جوئے کے نیچے گردن نہ رکھ دو گے، کچھ ترقی نہ کر سکو گے۔ بیشک جوا پہلے پہل بوجھل لگتا ہے مگر جب عادت ہو جائے تو پھر اس کا احساس بھی نہیں رہتا۔ دیکھو بچوں کو بمشکل جوتی پہنائی جاتی ہے گھر میں بچوں کو جب جوتی پہناتے ہیں تو وہ پھینک کر باہر بھاگ جاتے ہیں اور جب زور دیا جائے تو ان کے چہرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے بڑی پابندی سمجھ رہے ہیں لیکن بڑے آدمی کو کہو کہ جوتی نہ پہنے تو وہ کہے گا یہ بدتہذیبی ہے۔ اسی طرح نیک کام بھی جب انسان عادی ہو جاتا ہے تو پھر اسے اس کی پابندی گراں نہیں گذرتی۔ حضرت مسیح کہتے ہیں موت کے لیے روح تو تیار ہے مگر جسم تیار نہیں، کیوں اس کا عادی نہیں تھا۔ چاہیے کہ ہماری جماعت کے افراد خواہ وہ قادیان میں رہتے ہوں یا باہر، اپنے آپ کو ہر بات میں ہدایات اور قوانین کا پابند بنائیں اور اس کی ایسی عادت ڈالیں کہ ان کو قوانین معلوم ہی نہ ہوں.....

اب اگر ہدایات کی پابندی کی عادت ڈالو گے تو پھر ان کی پابندی کرنے میں کوئی تکلیف نہ ہوگی، عادت تو بری بھی جس کو پڑ جاتی ہے وہ کرتا رہتا ہے پھر اگر نیکی کی عادت ڈالو گے تو وہ کیوں اچھی نہ لگے گی۔ پس پورے طور پر قوانین کے فرمانبردار بن جاؤ اور اطاعت کی عادت ڈالو ورنہ یاد رکھو قطعًا ترقی نہ حاصل ہوگی۔ قوانین کی پابندی چھوڑ کر نہ پہلے کسی قوم نے ترقی کی ہے نہ اب کر سکتی ہے۔ اپنے اپنے زمانہ کی پابندیوں کو مد نظر رکھنے کی وجہ سے پہلے لوگوں نے ترقی کی، اسی طرح تم کر سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو ان رستوں پر چلائے جو کامیابی کے رستے ہیں اور کامیابی کے لیے جن باتوں کی ضرورت ہے اُن کے سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

(الفضل 10/اگست 1923ء صفحہ 8 تا 10)

مبلغین احمدیت

حضرت حاجی عبدالکریم احمدی صاحبؓ۔ آنریری مبلغ مصر

حضرت حاجی عبدالکریم احمدی صاحبؓ ولد غلام حیدر خان صاحب موضع میانی ضلع سرگودھا کے رہنے والے تھے۔ آپ اندازاً 1893ء میں پیدا ہوئے۔ حصول تعلیم کے بعد آپ فوج میں ملازم ہوگئے اور اپنی اس ملازمت کے سلسلے میں مختلف جگہوں پر متعین رہے۔ آپ 1914ء یا 1915ء میں جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے اور پھر ساری زندگی نہایت اخلاص و وفا کے ساتھ اپنے عہد بیعت کو نبھایا۔ قبول احمدیت کے جلد بعد آپ ملازمت کے سلسلے میں مصر چلے گئے۔ آپ نے اپنی ملازمت کے ساتھ ساتھ اس علاقے میں احمدیت کی تبلیغ کا بھی خوب کام کیا۔ گو کہ ہر احمدی فریضہ تبلیغ میں حصہ لینے کی کوشش کرتا ہے اور آپ بھی اس جذبہ سے سرشار تھے مگر یہ بھی غالب امکان ہے کہ آپ نے اواخر 1916ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی آنریری مبلغین والی تحریک میں اپنے آپ کو پیش کیا ہو کیونکہ جماعتی لٹریچر میں بعض جگہوں پر آپ کا ذکر آنریری مبلغ کے طور پر موجود ہے۔

مصر میں قیام کے دوران آپ کو قاہرہ، منصورہ اور سکندریہ وغیرہ میں خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کی تبلیغی کاوشوں کی بعض رپورٹیں اخبار الفضل میں بھی شائع شدہ ہیں جن میں سے بعض ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

"بابو عبدالکریم صاحب منصورہ (مصر) سے لکھتے ہیں کہ تبلیغ کا کام خدا کے فضل سے جاری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی کتب لوگوں کو پڑھنے کے لیے دی جاتی ہیں، لوگوں میں ایک ہلچل مچی ہوئی ہے خدا تعالیٰ نیک نتائج پیدا کرے۔" (الفضل 16/اگست 1919ء صفحہ 2) اسی اخبار میں صفحہ 9 پر آپ کے حج پر جانے کا بھی ذکر ہے، آپ لکھتے ہیں: "عاجز حج مکہ کے لیے جاتا ہے، احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ تبلیغ سلسلہ کی توفیق دے۔ مصر کے تبلیغی حالات ڈاکٹر اعظم علی خان صاحب تحریر کرتے رہیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ باقاعدہ انجمن بنائی گئی ہے۔ پمفلٹ شائع ہونے والے ہیں۔

والسلام عاجز عبدالکریم احمدی منصورہ (مصر)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ اپنی ایک رپورٹ از انگلستان میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عزیز بابو عبدالکریم صاحب احمدی مصر میں اپنی طاقت سے بڑھ کر تبلیغی خدمات بجا لا رہے ہیں۔ بعض عربی اور انگریزی اخباروں میں اُن کے مضامین چھپے ہیں۔ عربی اور فرانسیسی چھوٹے چھوٹے مضامین تبلیغی چھپوا کر اُنہوں نے شائع کئے ہیں اور ملک میں ایک شور مچ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے، ہر شر سے بچائے اور ہر نیکی سے حصہ دے۔ آمین"

(الفضل 22/جون 1918ء صفحہ 2 کالم 1)

ایک مرتبہ آپ نے مصر کے شہر اسکندریہ سے لکھا:

"حضرت اقدس مسیح موعود کی کتب میں سے صرف ایک کتاب خطبہ الہامیہ عربی عاجز کے پاس ہے اس کو طالبان حق کو پڑھنے کے لیے دیا جاتا ہے، بہت عمدہ اثر ظاہر ہو رہا ہے۔ شہر میں گویا ایک شور برپا ہے، اللہ تعالیٰ نیک نتیجہ مرتب کرے، آمین ثم آمین۔ ایک دوست شیخ عبداللہ صاحب جو ازہر کے تعلیم یافتہ ہیں بوجہ کمزوری نظر زیادہ پڑھ نہیں سکتے مگر کل کہنے لگے کہ میں 11 بجے رات تک خطبہ الہامیہ پڑھتا رہا اور بہت لطف اُٹھاتا رہا۔ ختم نبوت، حضرت اقدس کی پیشگوئیوں کے بابت ذکر ہوتا رہا۔ بہت دلچسپی سے سنتے رہے اور قادیان کی زیارت کرنے کا شوق ظاہر کیا اور کہا کہ میرے ساتھ آپ خط وکتابت ضرور رکھیں۔ قادیان دارالامان وحضور کے متعلق و اصحاب حضرت مسیح موعود کے متعلق ان کو میں بتاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے سلسلہ کی باتوں کو بہت دلچسپی سے سنا جاتا ہے۔ عیسائیوں میں بھی تبلیغ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ برادرم حسین بخش کے رشتہ داروں نے دو کتابیں ہمارے خلاف بمعہ 71 صفحہ خط بھیجی ہیں اور ان کو لکھا ہے کہ اگر تم توبہ نہیں کرو گے تو تمہارے ساتھ کوئی راہ و رسم نہیں رکھیں گے، تم کو کافر وملعون خیال کریں گے۔ خدا کے فضل سے برادرم موصوف استقلال دکھلا رہے

ہیں۔ اس کا جواب میں نے بمعہ کتاب تصدیق المسیح والمہدی دے دیا ہے۔“

(الفضل 15/ اپریل 1919ء صفحہ 2 کالم 3)

اخبار الفضل ایک اور جگہ لکھتا ہے:

”ہمارے آنریری مبلغ جناب بابو عبدالکریم صاحب احمدی متعینہ مصر فوجی ملازم ہیں اور اپنے محکمہ میں ہیڈ کلرک کے عہدے پر فائز ہیں۔ آپ اطلاع دیتے ہیں کہ گورنمنٹ نے فوجی خدمات احسن طور پر بجالانے کے صلے میں ”انڈین پریٹورس میڈل“ عطا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔“

(الفضل 26 / اگست 1919ء صفحہ 2 کالم 2)

مصر میں اپنی تبلیغی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:

مَیں سویز میں فوجی کیمپ میں رہتا تھا اس کیمپ میں کئی سَو کلرک تھے۔ مَیں نے تبلیغی غرض کے لیے چار بجے شام سے بارہ بجے رات تک کا پاس لیا ہوا تھا۔ پانچ چھ گھنٹے ہر روز مَیں تبلیغ کیا کرتا تھا۔ اپنے خیمہ کے سامنے مَیں نے ایک مسجد بنائی ہوئی تھی جہاں مَیں اذان دیا کرتا تھا اور نماز پڑھا کرتا تھا۔ مَیں نے وہاں اعلان کیا ہوا تھا کہ جو صاحب قرآن شریف پڑھنا چاہیں مجھ سے پڑھ لیں۔ اس پر ایک ہیڈ کلرک ساغر خان صاحب نے جو ایک توپ خانہ سے آئے ہوئے تھے، مجھ سے قرآن شریف پڑھا۔ قرآن شریف ختم کرنے پر وہ خدا کے فضل سے احمدی ہوگئے اور ان کو واپس توپ خانہ بُلا لیا گیا۔ وہاں انہوں نے ایک جمعدار حافظِ قرآن کو مناظرہ میں شکست دی۔ اس نے دریافت کیا کہ تم نے قرآن کریم کہاں سے پڑھا ہے؟ اس نے میرا نام بتایا۔ وہ رخصت لے کر سویز آیا... میرے جمعدار صاحب نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ یہاں مصر میں کچھ مرزائی بنے ہیں؟ مَیں نے بتایا کہ اتنے مصری احباب جماعت میں داخل ہوئے ہیں اور چند ایک زیر تبلیغ بھی ہیں۔ جمعدار صاحب نے کہا کہ یہاں کے لوگ مرزا صاحب کی نبوّت کو نہیں مان سکتے کیونکہ یہ عربی جانتے ہیں۔ اس گفتگو میں ایک کلرک حسین بخش صاحب جو ضلع سیتاپور کے رہنے والے تھے، بھی شامل تھے۔ یہ غیر احمدی تھے مگر چند ماہ سے وہ میرے ہمراہ جایا کرتے تھے تا کہ وہ عربی زبان سیکھ لیں۔ ایک زیرِ تبلیغ مصری اچھے عہدہ پر ملازم تھے، وہ سوائے نبوت کے مسئلہ کے سب مسائل مان گئے تھے مگر امّتی نبی کے آنے کو وہ نہیں مانتے تھے اور کہا کرتے تھے ”انتم دجّالون“۔ مَیں نے ان کو خطبہ الہامیہ دیا تھا مگر تعصّب سے انہوں نے نہیں پڑھا تھا۔ چند روز بعد ان کا خط آیا کہ آپ دونوں کی میرے ہاں کھانے کی دعوت ہے... کھانا کھانے کے بعد اس نے کہا کہ مَیں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ مَیں نے پوچھا کہ کیا نبوت کا مسئلہ صاف ہوگیا ہے؟ اس نے بیان کیا کہ مَیں نے ازہر یونیورسٹی کے ایک عالم کو جو میرے دوست ہیں، رات کی دعوت پر بُلایا تھا۔ کھانے کے بعد مَیں نے اُن سے کہا کہ ایک احمدی ہندوستانی مجھے تبلیغ کرتے ہیں، باقی مسائل تو مَیں مان گیا ہوں مگر وہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب امّتی نبی ہیں، یہ مسئلہ میری سمجھ میں نہیں آتا، آپ بتلائیں۔ اس نے کہا جس قسم کی نبوت کا مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے ایسے اگر ہزار نبی بھی آجائیں تو ختمِ نبوت میں کوئی خلل نہیں آسکتا۔ مگر میرا یہ جواب صرف تمہارے لیے ہے، اگر آپ پبلک میں مجھ سے دریافت کریں گے تو میرا جواب اس کے برعکس ہوگا کیونکہ مجھے اپنی ملازمت کے جانے کا خطرہ ہے۔ اس مصری دوست نے بتایا کہ اس کے بعد مَیں نے خطبہ الہامیہ پڑھا۔ جب اس کو ختم کیا تو مَیں سوگیا اور خواب میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی۔ آپ ایک کثیر جماعت کے امام ہیں۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ سب اولیاء اللہ ہیں جو آج تک اُمّت محمدیہ میں ہوئے ہیں۔ مَیں ان کی ملاقات کرانے دربارِ رسول اللہ ﷺ میں لے جارہا ہوں۔ مَیں خاتم الاولیاء ہوں اور آنحضرت رسول پاک ﷺ خاتم الانبیاء ہیں، آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہی جو امتی ہو اور مَیں خاتم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہی جو میری جماعت میں سے ہو۔ انہوں نے بیعت فارم پُر کردیا۔ مَیں نے مکرمی حسین بخش صاحب سے کہا کہ دیکھیے خدا تعالیٰ کی غیرت! جمعدار صاحب نے طنزاً کہا تھا کہ مصری لوگ حضرت مرزا صاحب کی نبوت کو نہیں مان سکتے، اب ازہر یونیورسٹی کے ایک عالم نے اسی نبوت کو مان لیا ہے۔

حسین بخش صاحب کہنے لگے کہ میری بھی بیعت کا فارم پُر کروالیں۔ چھ ماہ ہوئے مجھے غیر احمدی کلرکوں نے کہا تھا کہ تم احمدی سے کہو کہ آپ چار بجے شام سے گیارہ بجے رات تک مصری لوگوں سے ملنے جاتے ہیں، مجھے بھی ساتھ لے جایا کریں کیونکہ مجھے عربی بول چال سیکھنے کا شوق ہے۔ دراصل ان کا خیال تھا کہ آپ خوبصورت لڑکیوں کے پاس جاتے ہوں گے۔ انہوں نے کہا تھا کہ ساتھ کے ساتھ اصل حالات سے آگاہ کرتے رہو تا کہ احمدی کو بدنام کیا جائے مگر مَیں نے دیکھا ہے کہ آپ صرف تبلیغ کرتے ہیں۔ ان کی بیعت کا فارم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھیجا گیا۔ حضور نے بیعت کی منظوری دیتے ہوئے ان کا نام علی حسین رکھنے کا ارشاد فرمایا، حسین بخش نام مشرکانہ تھا چنانچہ انہوں نے اپنا نام علی حسین رکھ لیا۔ انہوں نے اپنے گھر والوں کو بھی تبلیغی خطوط لکھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب وہ واپس وطن پہنچے تو اُنہیں گھر سے نکال دیا گیا اور بیوی نے طلاق لے لی۔ وہ سیتاپور سے بریلی آئے اور

Match Factory میں ملازم ہو گئے اور مکرم محمد اسماعیل خان صاحب کی لڑکی سے ان کی شادی ہو گئی۔

مَیں مصری مسلمانوں اور عیسائیوں کو تبلیغ کیا کرتا تھا۔ ایک روز مَیں امریکن مشن میں گیا اور مَیں نے پادری صاحب سے کہا کہ مَیں سچا عیسائی ہونا چاہتا ہوں۔ اُس نے خوشی کا اظہار کیا اور بتلایا کہ پندرہ روز بعد بہت سے مصری مسلمان بپتسمہ لینے والے ہیں۔ مَیں نے ان سے درخواست کی کہ وہ میری ملاقات ان سے کروائیں۔ دو روز بعد انہوں نے سب کو دعوت دی اور مجھے بھی بُلایا، میرا اُن سے تعارف کرایا کہ یہ ہندوستانی افسر ہیں اور خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانا چاہتے ہیں۔ آپ لوگوں کے ساتھ ہی بارہ روز بعد بپتسمہ لیں گے۔ مَیں نے اپنی نوٹ بک میں سب مصری احباب کے نام اور پتے نوٹ کر لیے۔ مجھے بہت قلق تھا اور مَیں عاجزانہ دعا کرتا رہا کہ اے میرے پیارے خدا! ان کو عیسائی ہونے سے بچا۔ میرے دل میں ڈالا گیا اور مَیں نے اُن سب کی ایک ہوٹل میں دعوت کر دی۔ دعوت کے بعد مَیں نے اُن سے کہا کہ دس روز بعد تو ہم سب عیسائی ہو جائیں گے، کیا آپ نے پادری صاحب سے دریافت کر لیا ہے کہ عیسائیت میں کون سی امتیازی خوبی ہے جس کی وجہ سے آپ عیسائی مذہب اختیار کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ میری تحریک پر انہوں نے آمادگی ظاہر کی کہ بپتسمہ لینے سے پہلے پادری صاحب سے یہ سوال دریافت کر لیا جاوے اور اِس غرض کے لیے انہوں نے میرا ہی انتخاب کیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ دیر سے زیرِ تبلیغ ہیں۔ مَیں دعا کرتا رہا کہ اے میرے پیارے خدا! تو محض اپنے فضل اور روح القدس سے میری مدد فرما تا کہ یہ مصری دوست عیسائی ہونے سے بچ جائیں۔ مَیں نے مصری احباب سے کہہ دیا تھا کہ میرا نام عبدالکریم بتانا۔ مقررہ روز بہت بڑا جلسہ ہوا۔ عیسائی پادریوں کے علاوہ عورتیں مرد جمع ہوئے اور دعوت کے بعد بپتسمہ کی رسم ادا ہونی تھی۔ اس مصری دوست نے پادری صاحب سے درخواست کی کہ بپتسمہ سے پہلے ہمارے ایک نمائندہ کے مختصر سے سوال کا آپ جواب دے دیں۔ اُس نے دریافت کیا کہ وہ کون ہے؟ میرا نام بتایا گیا اور مَیں کھڑا ہو گیا۔ مَیں چونکہ پادری صاحب سے کہہ چکا تھا کہ مَیں عیسائی ہونا چاہتا ہوں اس لیے اُس نے خیال کیا کہ اس سے کسی ایسے سوال کا امکان نہیں جو پیچیدہ ہو۔ اُس نے مجھے سوال کرنے کو کہا۔ مَیں نے کہا پادری صاحب! مَیں ہندوستانی ہوں اور یہ احباب مصری ہیں، ہم سب مسلمان ہیں، ہمارے اعزّہ و اقارب سب مسلمان ہیں، اب ہم عیسائی ہونے والے ہیں۔ عیسائی ہونے کے بعد ہمارے نام تبدیل کر دیے جائیں گے۔ طبعًا ہمارے اعزّہ و اقارب ہم سے دریافت کریں گے کہ عیسائیت میں کون سی امتیازی خوبی آپ نے دیکھی جو اِسلام میں نہیں تھی، اس لیے آپ صرف ایک امتیازی خوبی ہم کو بتا دیں تا کہ ہم اپنے عزیزوں دوستوں کو بتا سکیں اور ممکن ہے کہ وہ بھی عیسائی ہو جائیں۔

پادری صاحب نے فرمایا میرے بچے! تم عیسائیت کے محل کے باہر کھڑے ہو، پہلے اس محل کے اندر داخل ہو جاؤ پھر وہ خوبیاں نظر آ جائیں گی۔ پادری صاحب نے اپنے اِس جواب میں سارا زور اسی بات پر دیا کہ پہلے عیسائی ہو جاؤ پھر خوبیاں نظر آئیں گی۔ مَیں نے کہا پادری صاحب! آپ بالکل بجا فرما رہے ہیں لیکن آپ تو پیدائشی عیسائی ہیں بلکہ پادری ہیں، آپ اس محل میں داخل ہیں آپ کو تو ضرور علم ہو گا، آپ ہمیں بتا دیں کہ اس میں فلاں امتیازی خوبی ہے۔ پھر ہم جب عیسائی بن کر اس محل میں داخل ہوں گے تو خود تصدیق کر لیں گے۔ پادری صاحب نے کچھ دیر خاموش رہ کر فرمایا:

My boy you will get faith in Christianity.

یعنی میرے بچے! آپ کو عیسائیت میں ایمان نصیب ہو گا۔ مَیں نے مصری احباب سے کہا میرے بھائیو! پادری صاحب فرماتے ہیں کہ ہم کو ایمان ملے گا۔ ہم مسلمان ہیں اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب کوئی غیر مسلم کلمۂ توحید پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے، گویا اُس کو ایمان نصیب ہو جاتا ہے۔ شاید پادری صاحب کا خیال ہو گا کہ عیسائیت میں جو ایمان ہم کو ملے گا وہ بہت زیادہ قیمتی ہو گا جیسے چاول معمولی بھی ہوتے ہیں اور خوشبو دار بھی ہوتے ہیں، خوشبو دار اور باریک چاول زیادہ قیمتی ہوتے ہیں۔ پادری صاحب نے فرمایا ہاں ہاں عیسائیت میں جو ایمان آپ کو ملے گا وہ زیادہ قیمتی ہو گا۔ مَیں نے پادری صاحب سے دریافت کیا کہ مَیں اس کو آزما سکتا ہوں؟ مَیں نے کہا حضرت یسوع مسیح نے فرمایا ہے کہ اگر تمہارے اندر رائی کے بیج کے برابر بھی ایمان ہو تو تم وہ معجزات دکھا سکتے ہو جو مَیں دکھاتا ہوں۔ پادری صاحب! آپ ہزاروں غیر عیسائی لوگوں کو ایمان تقسیم کر چکے ہیں، آپ کے پاس تو ایمان کا خزانہ ہے اگر مَیں کہوں کہ سامنے والے پہاڑ کو حکم دیں کہ زلزلہ آ جاوے یا دریائے نیل کو کہیں کہ وہ خشک ہو جاوے تو اس سے ملک تباہ ہو جائے گا۔ لہٰذا مَیں ایسا نہیں کہتا یہ کہہ کر مَیں نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی نوٹ بک نکالی اور پادری صاحب کے سامنے میز پر رکھ دی اور ان سے کہا پادری صاحب! آپ اپنے ایمان کی برکت سے اس نوٹ بک کو نچوائیں، گو اِس سے زیادہ کرتب مسمریزم والے دکھاتے ہیں مگر ہم مان لیں گے کہ آپ مسمریزم نہیں جانتے بلکہ اپنی ایمانی طاقت سے یہ کام کروا رہے ہیں اور ہم سب مسلمان اس کے بعد عیسائی ہو جائیں گے۔ پادری صاحب پانچ منٹ خاموش رہے۔ عیسائی اور مسلمان سب ان کے جواب کے منتظر تھے، پادری صاحب اُٹھے اور فرمایا

Well my boy, I am still trying to achieve that faith.

یعنی میرے بچے! مَیں اس ایمان کے حصول کی ابھی تک کوشش کر رہا ہوں۔ اس پر مَیں کھڑا ہوگیا اور کہا پادری صاحب! آپ کی عمر 75 سال ہے، ابھی تک آپ کو ایمان نصیب نہیں ہوا، آپ پکّے بے ایمان ہیں اور جن کو آپ نے عیسائی بنایا وہ بھی بے ایمان ہوئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ یعیش اسلام۔ اسلام زندہ باد۔ ہمارا مذہب ہمارے لیے بابرکت ہے، ہم تو layman ہیں، اگر ہم عیسائی ہو جائیں گے تو کیا حشر ہوگا۔ یہ کہہ کر مَیں نے مصری احباب سے کہا چلو۔ وہ سب میرے ساتھ باہر نکل آئے اور عیسائی نہ ہوئے۔ بعد میں عاجز نے ان کو عیسائیت کے خلاف دلائل دیے جس سے وہ اسلام پر قائم رہے۔ الحمد للہ۔

(ماہنامہ الفرقان ربوہ جولائی 1963ء صفحہ 25 تا 38)

آپ بیان کرتے ہیں کہ اس واقعے کے بعد پادری صاحب نے بعض دیگر عیسائی افسران سے مل کر مجھے ہندوستان واپس بجھوانے کی کوشش شروع کر دی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سب کی چالوں سے مجھے بالآخر محفوظ رکھا اور الٹا ان کے سامنے ترقیات سے نوازا۔ بعد ازاں جب آپ کی رجمنٹ کو واپس ہندوستان جانے کا حکم ملا تو اس موقع کا ذکر کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:

نیز ہندوستان کی واپسی کا بھی رجمنٹ کو حکم مل چکا تھا تو میں نے محسوس کیا کہ قیام مصر میں جس قدر تبلیغ کا کام مجھے کرنا چاہیے تھا، وہ میں کرنے سے قاصر رہا اس لیے اس کے ازالہ کے لیے ایک تجویز میرے ذہن میں آئی کہ میں شاہ مصر کو تبلیغی خط ارسال کروں کیونکہ بادشاہ ہونے کی حیثیت سے اُن کا فرض ہے کہ وہ اس پیغام کو اپنی رعایا تک بھی پہنچائیں، اس لیے اگر میں ایسا کروں تو کسی حد تک مجھے اطمینان ہوجائے گا۔

اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لیے میں نے ایک تبلیغی خط شاہ مصر کی خدمت میں بزبان انگریزی بھیجا، اس میں یہی لکھا تھا کہ قرآن کریم کی رو سے مجھ پر یہ فرض عاید ہوتا تھا کہ میں ہر ایک مصری تک پیغام احمدیت پہنچاتا مگر افسوس کہ میں ایسا نہیں کر سکا۔ میرا خیال تھا اور ارادہ تھا کہ مصر میں مزید قیام کروں مگر وہ بھی میرے لیے ناممکن ہوگیا ہے اس لیے میں آپ کو یہ پیغام پہنچاتا ہوں کیونکہ آپ بادشاہ ہوتے ہوئے تمام رعایا کے قائم مقام ہیں اس لیے آپ کو تبلیغ کرنا تمام مصر کو تبلیغ کرنے کے مترادف ہے۔ اس لیے میں آپ کی خدمت عالیہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا لٹریچر بھیج رہا ہوں اور آپ سے مؤدبانہ اور عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس لٹریچر کو پڑھیں اور اس پیغام آسمانی کا مطالعہ فرمائیں اور آپ پر اس کے بعد فرض ہے کہ اس پیغام کو اپنی رعایا تک پہنچائیں۔ اس خط کی نقل قادیان دارالامان میں انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز (Review of Religions) میں بھی شائع ہوئی تھی مگر مصلحتاً اس میں میرا نام درج نہیں کیا گیا تھا بلکہ ایڈیٹر صاحب نے یہ نوٹ دیا تھا کہ یہ ایک تبلیغی خط شاہ مصر کی خدمت میں ایک احمدی دوست نے بھیجا ہے۔

(الحکم 14/مارچ تا 7/اپریل 1952ء خلافت نمبر صفحہ 75 تا 78)

ABDUL KARIM AHMADI
Whose strenuous, sincere efforts laid the firm foundation of Ahmadia Movement in Alexandria, Egypt. May Allah the Karim bless our Abdul Karim.

(آپ کی جوانی کی ایک تصویر جو حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے اپنے رسالہ دی مسلم سن رائز شکاگو امریکہ جنوری 1923ء صفحہ 174 پر شائع کی۔)

آپ کے ہندوستان واپس آنے کے بعد شروع 1922ء میں مصر میں باقاعدہ مشن کا آغاز ہوا اور حضرت شیخ محمود احمد عرفانی صاحب (ولادت: 28/اکتوبر 1897ء۔ وفات: 20/فروری 1944ء) پہلے باقاعدہ مبلغ کے طور پر خدمات سرانجام دینے لگے۔ آپ نے ان کی روانگی کے وقت ان کو احمدی احباب اور زیر تبلیغ احباب کے نام اور پتے نوٹ کرائے۔ اُنہوں نے وہاں جاکر دیگر کاموں کے علاوہ آپ کے ذریعہ جماعت سے وابستہ ہونے والوں سے بھی رابطہ کیا، ایک جگہ حضرت شیخ عرفانی صاحبؓ اپنی ایک رپورٹ میں لکھتے ہیں:

”اسکندریہ میں مولوی عبدالکریم صاحب کی مساعی سے ایک جماعت قائم ہوئی تھی اور ان کی خدمات اسکندریہ کے اندر بہت عمدہ رنگ لائیں۔ گرچہ ان احباب میں سے جو اُن کے ذریعہ احمدی ہوئے، پانچ دوست فوت ہو چکے ہیں، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مگر ایک نہایت پُر جوش دوست محمد وصفی صاحب ہیں، انہوں نے پانچ

سال کی لگاتار محنت سے اسکندریہ میں ایک جماعت پیدا کر لی ہے جس کی تعداد بیس سے اُوپر ہے۔“

(الفضل 21/ اگست 1922ء صفحہ 2)

مصر سے واپس آنے کے بعد کچھ عرصہ سرحدی علاقے وزیرستان میں بھی رہے بالاآخر 1930ء کی دہائی میں کراچی شفٹ ہو گئے اور پھر ساری زندگی وہیں گذاری۔ آپ کو بطور صدر جماعت احمدیہ کراچی بھی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نیک سیرت، تقویٰ شعار، تہجد گذار، پابند نماز، حد درجہ مالی قربانی کرنے والے، مہمان نواز اور خدا ترس انسان تھے۔ سلسلہ احمدیہ کی محبت کوٹ کوٹ کر آپ کے دل میں بھری ہوئی تھی، خلافت احمدیہ کے ساتھ بھی والہانہ تعلق تھا۔ غرضیکہ ایک مثالی احمدی تھے۔ آپ نے 20/ دسمبر 1968ء بروز جمعۃ المبارک (جمعۃ الوداع) 75 سال کی عمر میں ربوہ میں وفات پائی۔ آپ بفضلہٖ تعالیٰ 1/3 حصہ کے موصی تھے اور وصیت نمبر 2283 تھا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن کیا گیا۔

آپ کی وفات پر کراچی کے ایک دوست مکرم جلال محمود صاحب نے لکھا: آخری عمر میں دل کے مریض تھے۔ ڈاکٹر مکمل آرام کو کہتے مگر مرحوم اکثر عارضی وقف کے لیے اپنے آپ کو پیش کر دیتے تھے اور تین تین چار چار مہینے کے لیے نواب شاہ، ایبٹ آباد وغیرہ جاتے۔ ہم سب کہتے کہ آپ کو وہاں پرہیزی کھانا کون دے گا مگر مرحوم نے فریضہ تبلیغ کو ہمیشہ مقدم رکھا۔ ہر دفعہ وقف کے دوران جب گھر آتے تو کچھ زیادہ بیمار ہوتے جب ذرا طبیعت سنبھلتی تو پھر جانے کی تیاری کرتے اور یہ سلسلہ ان کی عمر کے آخری سال تک جاری رہا...“ (الفضل 26/ فروری 1969ء صفحہ 5)

آپ کی اہلیہ محترمہ صغریٰ رشیدہ سلطانہ صاحبہ بنت حضرت بابو محمد علی خان شاہجہانپوریؓ بھی نہایت مخلص اور صوم وصلوٰۃ کی پابند خاتون تھیں، انہوں نے 14/ جون 1965ء کو وفات پائی اور بوجہ موصیہ ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔

خَم ہو رہی ہے میری کمر جسم چُور ہے
منزل خُدا ہی جانے ابھی کتنے دور ہے
میرا تو کچھ نہیں ہے اُسی کا ظہور ہے
فانوس ہوں مَیں اور خدا اس کا نور ہے
کھڑکی جمالِ یار کی ہیں ”عجز و انکسار“
سب سے بڑا حجاب سر پُر غرور ہے
ہمت نہ ہار اس کے کرم پر نگاہ رکھ
مایوسیوں کو چھوڑ وہ ربِّ غفور ہے
(کلام محمود)

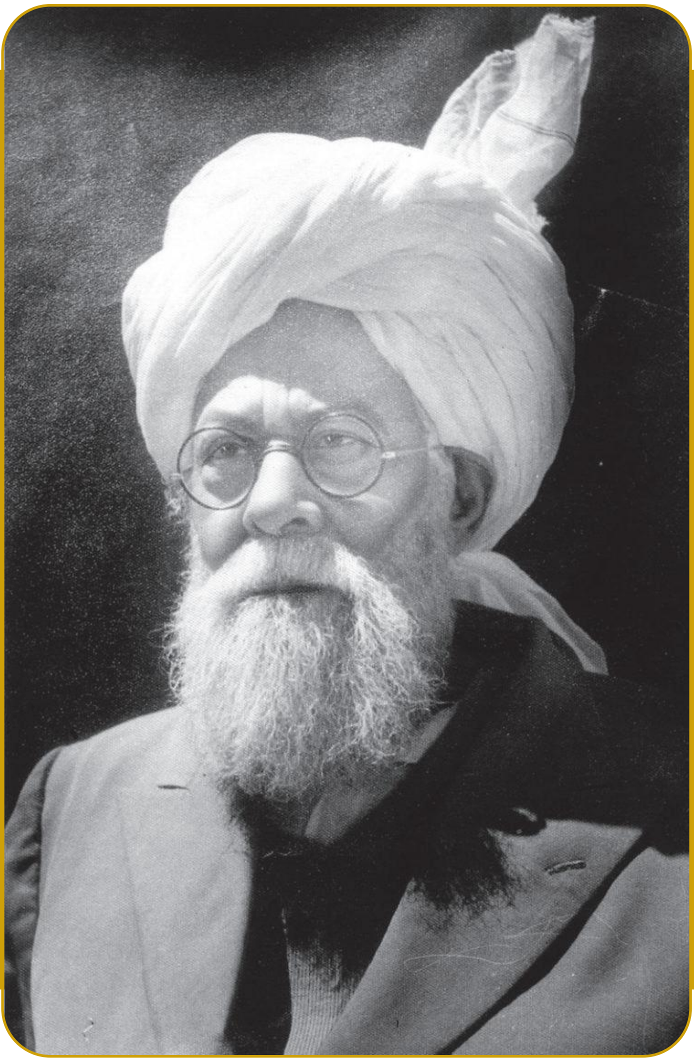

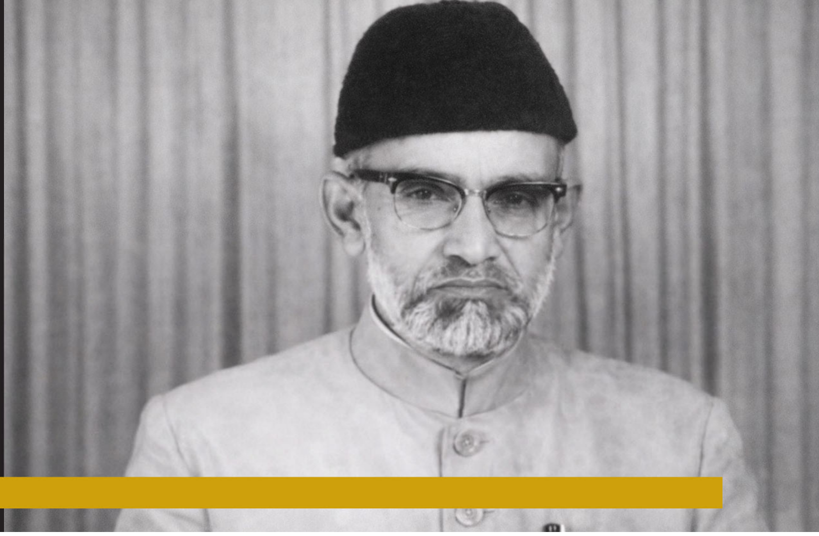

ملک سیف الرحمن مرحوم
پرنسپل جامعہ احمدیہ ومفتی سلسلہ کے ساتھ وابستہ کچھ بیتی یادیں

(حافظ ملک منور احمد احسان صاحب۔ ڈرہم ایسٹ)

آج ایک ایسے انسان کا ذکر خیر کر رہا ہوں جو بہت بڑا عالم تھا مگر انتہائی شریف النفس با عمل بہترین استاد بہترین منتظم اپنے شاگردوں سے محبت کرنے والا۔ جو کچھ کہے بغیر بھی بہت کچھ کہہ جاتا تھا، اور سمجھنے والے اس کی بات سمجھ جاتے تھے۔ وہ فقہ کا بھی ماہر تھا اور اپنے زمانے میں مفتی سلسلہ بھی تھا۔

خاکسار 1973ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوا۔ اس وقت مکرم ملک صاحب جامعہ احمدیہ کے پرنسپل تھے۔ شروع سے ہی انہوں نے قرآن کریم حفظ کرنے کی وجہ سے مجھے عزت کی نگاہ سے دیکھا۔ اس کا مجھے اس طرح پتہ چلا کہ جب شروع میں ہی ایک دفعہ خاکسار چھٹی کے بعد جامعہ احمدیہ کی طرف گیا تو محترم ملک صاحب دفتر سے چھٹی کر کے برآمدے میں تشریف لا رہے تھے۔ چونکہ اس وقت کوئی بھی جامعہ میں چھٹی کے بعد موجود نہیں تھا۔ برآمدے میں محترم ملک صاحب کی سائیکل پڑی تھی۔ میں نے آگے بڑھ کر عرض کی کہ سائیکل کی چابی مجھے دیں میں سائیکل سیڑھیوں سے نیچے اتار دیتا ہوں سیڑھیاں بھی پانچ کے قریب تھیں۔

محترم ملک صاحب بزرگ تھے۔ مگر فوراً فرمانے لگے نہیں نہیں۔ آپ کو چابی نہیں دوں گا۔ آپ قرآن کے حافظ ہیں، مجھے اچھا نہیں لگتا۔ سائیکل سیڑھیوں سے نیچے اتارنی محترم ملک صاحب کے لیئے بھی مشکل تھی پھر بڑی مشکل سے سائیکل کی چابی مجھے عنایت کی، اس طرح میں نے سیڑھیوں سے سائیکل اتاری۔ اس کے بعد بھی چند ایک بار ایسا ہی ہوا، کبھی کہا کہ میں سائیکل لا دیتا ہوں۔ اگر سائیکل نیچے پڑی ہے تو پھر چابی نہ دیتے بلکہ خود ہی تالا کھولتے اور مجھے یہی فرماتے کہ آپ حافظ صاحب ہیں آپ کو سائیکل لانے کا نہیں کہنا چاہتا۔

ملک صاحب مرحوم کے ساتھ یادوں میں سے ایک یاد اکثر آتی رہتی ہے کہ دوران جامعہ چند ایک بار ایسا ہوا کہ کلاس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کہ ایک دم مددگار رکن نے بتایا کہ پرنسپل صاحب بلا رہے ہیں اس طرح ایک دم پرنسپل صاحب کے بلانے سے فطری طور طور پر دل میں ڈر پیدا ہوتا کہ ضرور کوئی غلطی ہوگئی ہوگی جس کی وجہ سے آج سرزنش ہوگی۔ مگر وہاں پہنچ کر مکرم پرنسپل صاحب بڑی ہی شفقت سے فرماتے کہ تشریف رکھیں اور بڑے ہی دھیمے انداز میں باتیں کرنے لگ جاتے۔ حال احوال پوچھتے اور ساتھ ہی اپنی کرسی کے ساتھ رکھے ہوئے تھرمس میں سے کپ میں چائے ڈالتے جاتے اور باتیں بھی جاری رکھتے اور بسکٹ وغیرہ بھی چائے کے ساتھ آگے بڑھاتے۔ اور فرماتے چائے پیئیں۔ تب جو ڈر کی کیفیت ہوتی وہ آپ کی شفقت کا سلوک دیکھ کر ختم ہو جاتی۔

جہاں اتنی شفقتوں کا سلسلہ رہا وہاں ایک دفعہ کسی معاملہ میں دفتر میں بلایا اور میرے ساتھ کافی غصہ کا اظہار کیا کچھ دیر غصہ سے باتیں کرتے رہے میں خاموشی سے باتیں سنتا رہا۔ پھر غصہ سے ہی فرمایا۔ چلے جائیں۔ میں نے دفتر سے نکلنے میں ہی عافیت سمجھی میں نے ایک معذرت کا خط لکھ کر کہ میری وجہ سے آپ کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ویسے

دائیں بائیں، ملک سیف الرحمان صاحب، حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ، صوفی بشارت رحمٰن صاحب، سید میر محمود احمد صاحب، اور حمید احمد صاحب انچارج لائبریری۔

اس معاملہ میں صرف غلط فہمی یا لاعلمی کا پہلو تھا۔ تین چار دن بعد اسی معاملہ میں جس میں میرے ساتھ ناراضگی کا اظہار کیا تھا مجھے اپنے دو اور دوستوں کے ساتھ مکرم برادرم حافظ محمود احمد صاحب ناصر اور مکرم سیف اللہ خان صاحب کے ساتھ مکرم پرنسپل صاحب کے پاس دفتر میں جانا پڑا۔ میں ان کا سامنا کرتے ہوئے کچھ پریشان بھی تھا۔ مگر انہوں نے کمال شفقت کے ساتھ مکرم حافظ محمود احمد صاحب ناصر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ حافظ صاحب کل میرے گھر میں میری طرف سے حافظ ملک منور احمد احسان کی دعوت ہے، اس میں آپ اور سیف اللہ دونوں شامل ہوں۔ میں ان کی شفقت اور محبت کا سلوک دیکھ کر ہکا بکارہ گیا چنانچہ اگلے دن بڑی پر تکلف دعوت کی اور ساتھ ساتھ کبھی کوئی چیز اٹھا کر مجھے پکڑاتے کہ حافظ صاحب یہ کھائیں کبھی کوئی اور پکڑاتے کہ یہ بھی کھائیں۔ میں ان کی کمال شفقت اور محبت کو دیکھ کر اپنی جگہ شرمندہ ہو رہا تھا۔ اور ان کی خوبیوں اور وسعت قلبی کا بھی معترف ہو رہا تھا۔

ہمارے دوست اور کلاس فیلو مکرم سیف اللہ صاحب کے والد صاحب بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ تو محترم ملک صاحب نے از راہ شفقت مجھے اور مکرم حافظ محمود احمد صاحب ناصر کو فرمایا کہ آپ دونوں میری طرف سے بطور نمائندہ افسوس کے لیے سیف اللہ کے گھر مظفر گڑھ جائیں۔ ہمارے لیے یہ بہت بڑا اعزاز تھا۔ چنانچہ ہم دونوں مظفر گڑھ سے بھی کافی آگے سیف اللہ صاحب کے گھر ان کے والد صاحب کی تعزیت کے لیے گئے۔

جامعہ احمدیہ سے فراغت کے بعد بھی محترم ملک صاحب کا شفقت بھرا سلوک جاری رہا۔ 1982ء میں دسمبر میں جلسہ سالانہ ربوہ کے بعد تیسرے دن میری شادی تھی۔ میں نے محترم ملک صاحب کو شادی میں شمولیت کی دعوت دی۔ شادی سے ایک دن پہلے نماز مغرب کے بعد ہمارے کوارٹر تحریک جدید میں تشریف لائے اور دروازے پر ہی کھڑے ہو کر ایک بند لفافہ شادی کے تحفہ کے طور پر عنایت فرمایا اور ساتھ فرمانے لگے کہ میں جماعتی مصروفیات کی وجہ سے شامل نہیں ہوسکوں گا۔ معذرت کے ساتھ دعائیں دیتے ہوئے تشریف لے گئے۔

اردو کے مقبول شاعر جناب احسان دانش (وفات: مارچ 1982ء) لکھتے ہیں:

”مرزا ناصر صاحب جب لاہور میں کالج کے پرنسپل تھے ان سے ملاقات ہو جاتی تھی لیکن جب سے وہ ربوہ گئے ہیں صرف ایک دو بار ملاقات ہوئی۔ وہ نہایت خوش تدبیر لوگوں میں سے ہیں۔ ان کی اخلاقی بلندی سے ان کی زبان میں بھی تاثیر آ گئی ہے۔ انہیں مخالف پر کبھی غصہ نہیں آتا اور ان کا عوام سے برتاؤ تبلیغ کے راستوں سے جا ملتا ہے۔ انہوں نے ربوہ کی لائبریری میں بڑی نادر و نایاب کتب کا ذخیرہ مہیا کر دیا ہے جو آئندہ نسلوں تک کام دے گا۔

ان کی ادبی اور شعری تصانیف میں سے میری نظر سے کوئی نہیں گزری شاید ان کی جماعتی مصروفیات بڑھ گئی ہیں اور اب تو وہ خلیفہ ہیں ان کا تسخیر قلوب کا عمل اب تو معراج پر ہو گا۔“

(جہان دگر (جہان دانش) حصہ دوم از احسان دانش صفحہ 849۔
زاہد پرنٹرز لاہور 2001ء)

زاوية العرب

آية قرآنية عن تثبيت الملائكة للمؤمنين في الحياة الدنيا

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا
وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣١﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ
وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣٢﴾ (فصلت 31-32)

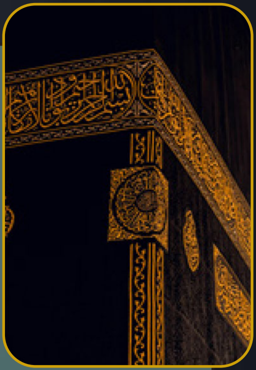

حديث شريف عن امر المؤمن كله خير

حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْدِيُّ وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ جَمِيعًا عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ وَاللَّفْظُ لِشَيْبَانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ! إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ"

(صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق)

من كلام الامام عليه السلام " متى تنفع البيعة؟"

"البيعة الشكلية لا تجدي نفعا، والتوفيق للبيعة النافعة امر صعبٌ. انما ينال المرء نصيبا منها اذا تعلّق بمن بايع على يده بكامل الحب والاخلاص، متخليًا عن وجوده كلية. لقد ظل المنافقون غيرَ مؤمنين لأنهم كانوا غير صادقين في تعلّقهم برسول الله ﷺ، ولم يتحلّوا بحب واخلاص حقيقيينِ، فلم ينفعه قولُهم بأفواههم: "لا اله الا الله". فتقوية هذه الأواصر امر بالغ الأهمية. اذا كان المريد لا يقوّي هذه الصلات او لا يسعى لذلك، فلا جدوى من شكواه وتأسفه. لا بد من تقوية علاقة الحب والاخلاص مع المرشد والتصبغ بصبغته في قدوته ومعتقداته قدر المستطاع. النفس تمنّي الانسان بطول العمر، وهذه خدعة منها. لا ضمان للعمر، فسارِعوا الى الصلاح والعبادة، والمحاسبة من الصباح الى المساء".

(جريدة "البدر" مجلد1 عدد5-6 من 11/28 الى 5/12/1902)

في رحاب التفسير(من التفسير الكبير لحضرة الحاج مزرا بشير الدين محمود احمد رضى الله عنه، الخليفة الثاني للمسيح الموعود الموعود عليه السلام)

لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (يونس 65)

التفسير:

البشرى المذكورة في الآية قد فُسرت في العديد من الأحاديث الشريفة ومنها ما يلي:

الأول: "عن ابي الدرداء رضى الله عنه عن النبي ﷺ في قوله لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا قال: "الرؤيا الصالحة يراها المسلم او تُرى له".

(ابن كثير)

الثاني: "عن ابي الدرداء قال: اتاه رجل فقال: ما تقول في قول الله لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا؟ قال: لقد سألتَ عن شيء ما سمعتُ احدًا سأل عنه بعد رجلٍ سأل رسول الله ﷺ. قال: بشراهم في الحياة الدنيا الرؤيا الصالحة يراها المسلم وتُرى له، وبشراهم في الآخرة الجنة"

(مسند احمد، ج 6 ص 447)

الثالث: وفي رواية: "تلك الرؤيا الصالحة يراها الرجل او تُرى له" (ابن كثير).

الرابع: في رواية عن هذه البشرى: "يراها المؤمن في المنام او ترى له".

الخامس: "عن عبادة بن الصامت انه قال لرسول الله ﷺ: لقد عرفنا بشرى الآخرة الجنة، فما بشرى الدنيا؟ قال: الرؤيا الصالحة يراها العبد او ترى له، وهي جزء من اربعة واربعين جزءًا او سبعين جزءًا من النبوة (ابن كثير).

السادس: "عن عبد الله بن الصامت عن ابي ذر انه قال: يا رسول الله، الرجل يعمل العمل ويحمده الناس عليه ويثنون عليه به؟ فقال: تلك عاجلُ بشرى المؤمن". (مسلم)

السابع: "عن عبد الله بن عمرو عن رسول الله ﷺ انه قال: "لهم البشرى في الحياة الدنيا" قال: الرؤيا الصالحة يبشّر بها المؤمن. هي جزء من تسعة واربعين جزءًا من النبوة. فمن راى ذلك فليخبر بها، ومن راى سوى ذلك فانما هو من الشيطان ليحزنه، فلينفثْ عن يساره ثلاثًا وليسكتْ ولا يخبر بها احدًا (مسند احمد، ج 2 ص 219)

هذا، وقد ظن البعض خطأً ان ما نزل على سيدنا الامام المهدي والمسيح الموعود عليه السلام من وحي انما هو من قبيل هذه الرؤى العادية. وهذا الظن ظن خاطئ تمامًا، ذلك ان الرسول ﷺ قد اعتبر بعض هذه الرؤى رؤىً شيطانية، كما سبق آنفا، ولا يمكن ان يكون في وحي او رؤى حضرتِه -وهو الامام المهدي الذي اقامه الله تعالى- شيءٌ من وحي الشيطان. ولقد قال حضرته عن نفسه: انّي واثق بصحة الوحي النازل عليّ كثقتي بصحة القرآن الكريم. (الملفوظات ج 5 ص 47)

لا شك اننا نستطيع بناءً على هذه الأحاديث الشريفة اقناع المنكرين باستمرار الوحي الالهي وبضرورته بعد النبي ﷺ، ولكن هذا لا يعني انه ليس هناك انواع من الوحي تكون اسمى درجةً من الوحي المذكور في هذه الأحاديث النبوية. غير انه مما لا شك فيه ايضًا ان "المبشرات" لفظ عام يمكن اطلاقه على وحي الأنبياء والهام الأولياء ايضًا. فالآية تخبرنا باستمرار الوحي بكل انواعه، وما كان خاصًا بالصحابة فقد ذكره النبي ﷺ في هذه الأحاديث.

ويبيّن بقوله تعالى لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللهِ امرين:

الأول: ان ما ذكرناه من امور هي سنة الهية ازلية، وبما انها جارية منذ القديم فسوف تبقى سارية المفعول الآن ايضًا.

والثاني: ان ما قطعناه من وعود وبشارات لن تلغى. ذلك ان بعض الأمور الغيبية لا تسمّى "كلمات الله" فيمكن ان تلغى، ولكن ما كان منها من "كلمات الله" فلا يلغى ابدًا.

ثم قال ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ اي ان تلقّي البشارة هو الفوز العظيم، او ان عدم تغيُّر الكلام الالهي هو الفوز العظيم. وكونُ تلقّي البشارة من الله تعالى فوزًا عظيمًا ظاهرٌ بيّن، واما عدم تغيُّر الكلام الالهي فهو ايضًا سر كبير للفوز، سواء في الأمور الروحانية او المادية. ذلك ان الأمور المادية انما اساسها (كلمات الله) اي النواميس الطبيعية التي لا تتغير ولا تتبدل، والواقع انها لو كانت عرضةً للتغيُّر كلَّ يوم لما تمكن الانسان من هذا التقدّم والاختراع. فمثلاً النار تحرق، والماء يروي، والكهرباء تدمر، فكل هذه الأشياء تعمل بحسب قواعد وقوانين لا تقبل التغيير والتبديل، ولو انها تغيرت خواصها لما استطاع الانسان الانتفاع بها. فمثلاً لو اراد احدٌ اشعال النار فيتدفق الماء من الموقد، او اراد فتح الصُنبور فتخرج النار ويشب الحريق.. اقول لو حدث ذلك لما توجه الانسان الى الانتفاع من كنوز الطبيعة هذه، بل لاختلّ نظام الكون ودُمّر تمامًا. وعليه، فالنواميس الالهية غير القابلة للتبدل هي الأساس لنجاحنا، وكلما اطلع عليها الانسان تطور وازدهر.

الهدف من بيعتنا

"التوحيد ليس مجرّد ان تقول بلسانك "لا اله الاّ الله" وانت تُخفي في قلبك مئات الأوثان، بل كلّ من يعظِّم تدابيره او خططَه او دهاءه بقدر ما يجب ان يعظّم الله بالعبادة؛ او يعتمد على شخص آخر بقدر ما ينبغي ان يتوكل على الله وحده؛ او يعظِّم نفسه بقدر ما يجب ان يعبد الله وحده، فهو عابد للأوثان عند الله تعالى."

" ... بعد فترة من الزمن، ينسى الناس على ماذا بايعوا، كما ينسون الهدف من كونهم احمديين. فعندما نتذكر الهدف من بيعتنا فسنستطيع ان نكون ممن يوفون بذلك العهد الذي من اجله انضممنا الى جماعة حضرة المسيح الموعود عليه السلام. ان الله تعالى قد بعث حضرته في هذا العصر لكي يقرب اليه مرة اخرى اولئك الذين نسوا تعاليم الاسلام وابتعدوا عن الله تعالى، ولكي يخبرهم بتعاليم الاسلام فيعيدهم عمليا الى كونهم مسلمين حقيقيين كما اراد النبي ﷺ ان يجعلهم. وهو الهدف الذي بعث الله تعالى النبي ﷺ من اجله فأحدث في انفس صحابته تغييرات طيبة وجعلهم عمليًّا مسلمين حقيقيين.

فهذه نقطة مهمة جدًّا يجب ان نتذكرها دائمًا. لقد وضع المسيح الموعود عليه السلام شروطا كثيرة في عهد البيعة. لا استطيع ان اذكر في هذا الوقت تفاصيل هذه الشروط، لكني سأوردها باختصار. فأولا وقبل كل شيء، قال حضرته ان الأمر الأساسي لمن يدخل في بيعته هو ان يعاهد انه لن يشرك ابدًا حتى الممات.

ما هو الشرك؟ يظن الناس انهم لم يعبدوا صنما قط، ولم يسجدوا لأحد، فهم ليسوا مشركين. لكن التعريف الذي قدمه حضرة المسيح الموعود عليه السلام يجب ان نضعه نصب اعيننا دومًا. فقد قال حضرته:

"التوحيد ليس مجرّد ان تقول بلسانك "لا اله الاّ الله" وانت تُخفي في قلبك مئات الأوثان، بل كلّ من يعظِّم تدابيره او خططَه او دهاءه بقدر ما يجب ان يعظّم الله بالعبادة؛ او يعتمد على شخص آخر بقدر ما ينبغي ان يتوكل على الله وحده؛ او يعظِّم نفسه بقدر ما يجب ان يعبد الله وحده، فهو عابد للأوثان عند الله تعالى."

قال حضرته: "تذَكّروا انّ وحدانية الله التي يريد الله منّا الايمان بها، ويعتمد عليها الخلاص والنجاة انّما هي الايمان بأنّ الله منزه في ذاته عن كلّ شريك، سواء كان وثنًا او بشرًا او شمسًا او قمرًا، او نفس الانسان وذاته، او مَكْرَه او خداعه؛ وكذلك ينبغي للانسان الاّ يَعُدّ احدًا قادرًا مثل الله، والاّ يعُدّ احدًا رازقًا غير الله".

اي ان يتذكر دائما ان لا احد يملك قدرة عليه. وان القدرة على انجاز كل عمل من اعماله واتمامها واخراج نتيجة حسنة منها انما هي لله تعالى وحده، فلذلك يجب ان ينحني امامه وحده.

فيجب علينا ان نتحرز من الشرك بهذه الدقة، وعندئذ نستطيع ان نؤدي حق الانضمام الى جماعة حضرة المسيح عليه السلام، اي ان نطهر انفسنا تمامًا من الشرك..."

(مقتبس من الخطاب الاختتامي، الذي القاه امير المؤمنين سيدنا مرزا مسرور احمد ايده الله تعالى بنصره العزيز، الخليفة الخامس للمسيح الموعود والامام المهدي عليه السلام في الجلسة السنوية لقاديان، بتاريخ 28/12/2025م، في قاعة مسرور باسلام آباد في بريطانيا)

وثيقة وشروط المبايعة والانضمام

فيما يلي شروط المبايعة للانضمام الى الجماعة الاسلامية الأحمدية معربةً من كلام الامام المهدي والمسيح الموعود عليه السلام:

اولا: ان يعاهد المبايع بصدق القلب على ان يجتنب الشركَ حتى الممات.

ثانيا: ان يجتنبَ قولَ الزور، ولا يقرَبَ الزنى وخيانةَ الأعين، ويتنكب جميعَ طرق الفسق والفجور والظلم والخيانة والبغي والفساد؛ والا يَدَعَ الثوائرَ النفسانية تغلبه مهما كان الداعي اليها قويًّا وهامًّا.

ثالثا: ان يواظبَ على اقامة الصلوات الخمس بلا انقطاع تبعًا لأوامر الله ورسوله، وان يداومَ جهدَ المستطاع على اداء صلاة التهجد، والصلاةِ على النبي ﷺ، والاستغفار وطلبِ العفو من ربه على ذنوبه كل يوم؛ وان يَذكُرَ نِعَمَ الله ومِنَنَه بخلوص القلب كل يوم، ثم يتخذ من حمده وشكره عليها وِردًا له.

رابعا: الا يؤذيَ، بغير حق، احدًا من خلق الله عمومًا والمسلمين خصوصًا من جراء ثوائره النفسية.. لا بيده ولا بلسانه ولا بأي طريق آخر.

خامسا: ان يكونَ وفيًّا لله تعالى وراضيًا بقضائه في جميع الأحوال: حالةِ التَرَح والفَرَح، والعسر واليسر، والضنكِ والنِعَم؛ وان يكونَ مستعِدًّا لقبول كل ذلة واذى في سبيله تعالى، والا يُعرِضَ عنه سبحانه وتعالى عند حلول مصيبة، بل يمشي اليه قُدُمًا.

سادسا: ان يكُفَّ عن اتباع التقاليد الفارغة والأهواء النفسانية والأماني الكاذبة، ويقبَلَ حكومةَ القرآن المجيد على نفسه بكل معنى الكلمة، ويتخذَ قولَ الله وقول الرسول دستورًا لعمله في جميع مناهج حياته.

سابعا: ان يطلِّق الكبرَ والزهوَ طلاقًا باتًّا، ويقضيَ ايام حياته بالتواضع والانكسار ودَماثة الأخلاق والحلم والرِّفق.

ثامنا: ان يكونَ الدينُ وعزُّه ومواساةُ الاسلام اعزَّ عليه من نفسه وماله واولاده ومن كل ما هو عزيز عليه.

تاسعا: ان يظل مشغولاً في مواساة خلق الله عامةً لوجه الله تعالى خالصةً، وان ينفعَ ابناء جنسه قدر المستطاع بكلِّ ما رزقه الله من القوى والنِّعَم.

عاشرا: ان يعقدَ مع هذا العبد عهد الأخوّة خالصاً لوجه الله... على ان يطيعَني في كل ما آمره به من المعروف، ثم لا يَحيد عنه ولا ينكُثه حتى الممات، ويكون في هذا العقد بصورة لا تعدِلها العلاقاتُ الدنيوية... سواء كانت علاقات قرابةٍ او صداقةٍ او خدمةٍ.

(اعلان "تكميل التبليغ" في كانون الثاني/يناير 1889م - مجموعة الاعلانات ج1 ص 190-189)

معلومات طبية

* المشي المنتظم يخفف الشحوم والدهون في الجسم

* كرات الدم الحمراء هي المسؤولة عن حمل الأكسجين لخلايا الجسم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ﴿٢﴾ (68:2)

ن۔ قسم ہے قلم کی اور اس کی جو وہ لکھتے ہیں۔

مقابلہ مضمون نویسی

پہلا انعام $300

دوسرا انعام $200

تیسرا انعام $100

عنوان

نویں شرطِ بیعت

یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

مضمون جمع کروانے کی آخری تاریخ

31 مئی 2026

مزید تفصیلات کے لیے اپنے زعیم مجلس سے رابطہ کریں

جو شخص مشق کرکے زبان اور قلم سے دین کی خدمت میں کام لے گا۔ وہ فتح کو قریب لائے گا۔
خطباتِ محمود، جلد ۸، صفحہ (۲۹۹)

قیادت تعلیم، مجلس انصاراللہ کینیڈا